کلام نبویؐ کی کرنیں

مولانا عبدالمالک

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
مجلسیں تین ہیں: ایک صحیح سالم یعنی ایسی مجلس جس میں کوئی گناہ نہ کیا گیا ہو۔ دوسری وہ جس میں نیکیوں کو بطور غنیمت سمیٹا گیا ہو۔ تیسری وہ جس میں بیٹھنے والا ہلاک اور گنہ گار ہوا (مسند احمد الشیبانی، ج ۱۹، ص ۱۶۵)۔

انسان جو وقت بھی تنہائی میں نہیں گزارتا' وہ کسی نہ کسی مجلس میں گزارتا ہے۔ مجلس کے مفہوم کو وسعت دی جائے تو کسی دوسرے شخص سے گفتگو بھی درحقیقت مجلس کی ہی ایک شکل ہے۔ آج کل اگر ٹی وی کے سامنے بیٹھا جائے' ریڈیو سے یا کسی اور ذریعے سے پروگرام سنا جائے تو یہ بھی مجلس کی ہی ایک شکل ہے۔ مطالعہ کتاب میں بھی قاری مصنف کے ساتھ مجلس کرتا ہے' ہم نشین ہوتا ہے' اس کی باتیں سنتا اور سمجھتا ہے۔ اہل خانہ کے ساتھ بیٹھنا' دفتر و کاروبار میں احباب کے ساتھ وقت گزارنا' کسی اجتماع میں شرکت کرنا' چوپالوں میں بیٹھنا تو مجلس ہے ہی۔ غرض دیکھا جائے تو روز مرہ اوقات کا کافی حصہ انسان مجلسوں میں گزارتا ہے۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت حکمت سے نشان دہی کر دی کہ مجلس تین طرح کی ہو سکتی ہے۔ مجلس کی قسم پہچاننا کوئی ایسا مشکل کام نہیں۔ انسان کا ضمیر' اگر اسے تھپک کر سلا نہ دیا گیا ہو' تو خود ہی بتاتا ہے کہ کس مجلس سے نیکیاں مال غنیمت کی طرح ملیں گی' کس سے گناہ سمیٹے جائیں گے اور کون سی وہ ہیں جن میں گناہ نہ کیا گیا ہو۔ چاہیے کہ گناہ والی مجلس سے جو ہلاک کرنے والی ہیں بالکلیہ پرہیز کی کوشش کریں۔ بے احتیاطی ہو تو استغفار اور آیندہ احتیاط کریں۔ نیکیوں والی مجلس کے تناسب کو بڑھانے کی کوشش کریں۔

○

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تباہ ہو دینار اور درہم اور کپڑے اور چادر کا بندہ۔ اگر اسے دیے جائیں تو راضی رہے اور نہ دیے جائیں تو ناراض ہو۔ تباہ ہو اور اوندھا ہو' اور اگر اسے کانٹا چبھے تو نہ نکالا جائے۔
خوش خبری ہے اس بندے کے لیے جو اللہ کی راہ میں گھوڑے کی باگ کو پکڑنے والا ہے' پراگندہ سر'

پاؤں غبار آلود۔ اگر اسے لشکر سے آگے رکھا جائے تو آگے رہے، پیچھے رکھا جائے تو پیچھے رہے (ظاہری حیثیت کچھ نہ ہو)۔ اگر وہ کسی سے ملنے کی اجازت مانگے تو اسے اجازت نہ دی جائے، اگر سفارش کرے تو سفارش نہ مانی جائے (بخاری کتاب الجہاد)۔

دنیا میں ان لوگوں پر رشک کیا جاتا ہے جو باحیثیت ہیں، جن کی سفارش سنی جاتی ہے، وہ جس سے ملنا چاہیں مل سکتے ہیں۔ لیکن یہاں اللہ کے رسولؐ نے خوش خبری گھوڑے کی باگ پکڑنے جیسے کام کرنے والے بے حیثیت لوگوں کو دی ہے (مبارک ہو!)۔ لیکن ان کی اصل صفت یہ ہے کہ انھیں جہاں بھی رکھا جائے، آگے یا پیچھے، خوشی سے رہیں، خود اپنا کوئی مقام نہ سمجھیں۔ اس صفت کی عظمت اور اہمیت کا احساس ان افراد کو بخوبی ہے جو کسی نظم کے تحت مجتمع ہو کر کام کریں۔ اگر قائد کو یہ اعتماد ہو کہ وہ جس کو جہاں چاہے کھڑا کر سکتا ہے، وہ ناراض ہو گا نہ اس کے دوست محسوس کریں گے تو ایسی اجتماعیت کی طاقت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ اللہ کی راہ میں کام کرنے والے لوگوں کے بالمقابل، دنیا کے بیٹے ہیں جنھیں بجا طور پر مال و دولت اور کپڑے کا بندہ کہا گیا ہے جو کھانے پینے میں ہی مگن رہتے ہیں، اس کے لیے بھاگ دوڑ کرتے ہیں۔ جو ان کو فراہم کر دے اس سے خوش، جو نہ کرے اس سے ناخوش۔ اللہ کے رسولؐ نے ایسے شخص کو تباہی کا مژدہ سنایا ہے اور یہ بددعا دی ہے کہ اسے کانٹا بھی چبھے، تو نہ نکلے۔ اس کی پوری تکلیف اسے ملے۔ اللہ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے اور ہماری نظروں میں آخرت کو وقیع بنائے۔

○

حضرت قبیصہؓ بن مخارق بیان کرتے ہیں:

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

آپؐ نے پوچھا: قبیصہؓ! کیسے آنا ہوا؟

میں نے عرض کیا: عمر زیادہ ہو گئی ہے اور ہڈیاں نرم پڑ گئی ہیں۔ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپؐ مجھے کوئی ایسی بات سکھا دیجیے جس سے اللہ مجھے خصوصی نفع عنایت فرما دیں۔

آپؐ نے فرمایا: قبیصہؓ! تم جس پتھر، درخت اور کچی اینٹوں کے پاس سے گزرے ہو، اس نے تمھارے لیے استغفار کیا ہے۔

قبیصہؓ! جب فجر کی نماز پڑھ لو تو تین مرتبہ یوں کہو:

سبحان اللہ العظیم وبحمدہ، "اللہ کی عظیم ذات کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں اس کی حمد کے ساتھ" تو اندھے پن، جذام اور فالج کی بیماری سے محفوظ ہو جاؤ گے۔

پھر آپؐ نے اس دعا کی تلقین کی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِمَّا عِنْدَکَ وَاَفِضْ عَلَیَّ مِنْ فَضْلِکَ وَانْشُرْ عَلَیَّ رَحْمَتَکَ وَاَنْزِلْ عَلَیَّ مِنْ بَرَکَاتِکَ "اے اللہ! میں تجھ سے ان نعمتوں کو مانگتا ہوں جو تیرے پاس ہیں۔ مجھ پر اپنے فضل سے عنایت

فرمانے کا فیصلہ فرما اور مجھ پر اپنی رحمت کی چادر پھیلا دے اور اپنی برکتیں مجھ پر نازل فرما (الفتح الربانی ترتیب مسند احمد، ج ۱۴، ص ۲۲۵)۔

بڑھاپے کا وقت بھی کیا ہوتا ہے۔ موت کے علاوہ اس سے بچانے والا کوئی نہیں۔ بڑھاپا اچھا بھی گزر سکتا ہے اور برا بھی۔ اس کی فکر کرنا چاہیے۔ سب سے زیادہ پریشانی تو امراض کی ہوتی ہے، قویٰ تو جواب دیتے ہی ہیں۔ زندگی کے اس مرحلے میں انسان اپنے رب کی طرف زیادہ متوجہ ہوتا ہے، دعائیں کرنے کے لیے فرصت بھی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ کے رسولؐ نے مخصوص وقت پر مختصر دعا کی تلقین کی اور شاید سائل کے دل کی بات کی کہ اس سے تم امراض سے محفوظ ہو جاؤ گے۔ آپؐ نے ان امراض کے نام لیے جو عرب میں عام تھے۔ آج ان امراض سے تحفظ حاصل ہو گا جو اب عام ہیں۔ پھر رحمت و برکت کے لیے دعا کے الفاظ سکھائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعائیں آدمی کو بیماریوں سے بچاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بے بہا نعمتوں سے سوالی کو سکون و اطمینان ملتا ہے۔ جوان یہ دعا کریں گے تو وہ امراض سے محفوظ رہیں گے، ان کی توانائی میں اضافہ ہو گا۔

O

حضرت سہل بن معاذ جہنی اپنے والد سے بیان کرتے ہیں:
ہم نے عبداللہ بن عبدالمالک کی قیادت میں روم کے علاقے میں ایک سنان نامی قلعے کے پاس پڑاؤ ڈالا۔ لوگوں نے جگہ تنگ کر دی اور راستے میں رکاوٹ پیدا کر دی۔ اس پر معاذ نے لوگوں کے سامنے حدیث بیان کی:
لوگو! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں گئے تھے۔ لوگوں نے راستہ تنگ کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعلان کرنے والے کو بھیجا جو یہ اعلان کرتا تھا: جس نے جگہ میں تنگی پیدا کر دی یا راستہ روک دیا، تو اس کے لیے کوئی جہاد نہیں ہے (الفتح الربانی ج ۱۴، ص ۴۳)۔

عموماً معمولی دنیاوی باتوں کا دین سے کوئی تعلق نہیں سمجھا جاتا اور دینی کام کرنے والے ان چھوٹی باتوں کو وزن دینا، دین کی شان کے خلاف تصور کرتے ہیں۔ لیکن یہاں دیکھیے کہ خود اللہ کے رسولؐ جہاد میں سرگرمی کو، اور جہاد بھی وہ جو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قیادت میں ہو رہا ہے، اس کے شرکا کو محض اس بات پر جہاد سے محرومی کی خبر دے رہے ہیں کہ ان کی ایک بالکل جائز سرگرمی سے خلق خدا کو کوئی تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اسلام کی ترجیحات میں بندوں کو تکلیف پہنچانے یا ان کی خدمت کرنے کی جو حیثیت یا مقام ہے، اس کی دینی حیثیت عموماً نظروں سے اوجھل ہو جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولؐ اللہ سے عرض کیا: "یارسول اللہ! مجھے کوئی ایسی چیز بتلا دیجیے جس سے میں خصوصی طور پر نفع اٹھاتا رہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرو" (مسلم)۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک درخت مسلمانوں کے لیے تکلیف دہ تھا۔ ایک آدمی آیا اور اسے کاٹ ڈالا۔ اس کے نتیجے میں وہ جنت میں داخل ہو گیا (مسلم)۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مسلم

کی تعریف ہی یہ فرمائی ہے کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔

آج کے دور میں دین کی جدوجہد کرنے والے جو اجتماعی سرگرمیاں کرتے ہیں' ان کا عنوان جماعت ہے۔ انھیں اپنے رسولؐ کے ان فرمودات سے رہنمائی لینا چاہیے۔

O

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ اس میں آپؐ نے خیانت کے معاملے پر خاص طور سے زور دے کر فرمایا:

دیکھو میں ایسا نہ دیکھوں کہ قیامت کے دن تم میں کوئی شخص اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر اونٹ لدا ہوا بڑبڑا رہا ہو اور وہ شخص مجھے آواز دے: یارسولؐ اللہ! میری مدد فرمایئے' تو میں اس کے جواب میں کہہ دوں آج بھلا میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میں تو تجھ سے دنیا ہی میں سب کچھ صاف صاف کہہ چکا تھا۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم میں کوئی شخص اس طرح آئے کہ اس کی گدی پر گھوڑا لدا ہوا ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو اور وہ شخص پکار رہا ہو: یارسولؐ اللہ! میری مدد فرمایئے' تو میں اس سے کہہ دوں آج بھلا میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میں تو تجھے دنیا ہی میں سب کچھ صاف صاف کہہ چکا تھا۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم میں کوئی قیامت کے دن اس طرح آئے کہ اس کی گردن پر بکری لدی ہوئی ہو اور وہ بول رہی ہو اور وہ شخص پکار رہا ہو: یا رسولؐ اللہ! میری مدد فرمایئے' تو میں کہہ دوں آج بھلا میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میں تو تجھ سے دنیا ہی میں سب کچھ صاف صاف کہہ چکا تھا۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم میں کوئی شخص قیامت کے دن آئے اور اس پر کوئی انسان بیٹھا چیخ رہا ہو اور یہ شخص پکار رہا ہو: یارسولؐ اللہ! میری مدد فرمایئے' تو میں کہہ دوں آج بھلا میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میں تو تجھے دنیا ہی میں سب کچھ صاف صاف کہہ چکا تھا۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم میں ایک شخص قیامت کے دن آئے اور اس کی گردن پر کپڑا لدا ہوا' ہوا میں اڑ رہا ہو اور یہ شخص پکارے: یارسولؐ اللہ! میری مدد فرمایئے' تو میں کہہ دوں بھلا آج میں تیری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میں تو تجھ سے دنیا ہی میں سب کچھ صاف صاف کہہ چکا تھا۔

دیکھو ایسا نہ ہو کہ تم میں ایک شخص قیامت کے دن آئے اور اس کے اوپر سونا چاندی لدا ہو اور وہ پکار رہا ہو: یارسولؐ اللہ! میری مدد فرمایئے' تو میں کہہ دوں میں آج بھلا تیری کیا مدد کر سکتا ہوں۔ میں تو دنیا ہی میں تجھ سے سب کچھ صاف صاف کہہ چکا تھا (ترجمان السنہ 'ج ۲' ص ۳۳۱-۳۳۲)۔

ہم سے سب کچھ صاف صاف کہا جا چکا ہے۔ پھر ہم کس آسرے پر گناہ کرتے ہیں۔